ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
*Vol. 5 No. 01 Jan-Mar 2026*.Page#.4791-4804
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal System

# A Research Study on the Importance and Role of Tafsir (Quranic Exegesis) in the Elucidation of Theological Discussions

# کلامی مباحث کی توضیح میں علمِ تفسیر کی اہمیت و کردار کا تحقیقی مطالعہ

**Hafiz Muzzamal Rehman**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies, Lahore
hafizmuzzamal3@gmail.com
**Dr. Azhar Farid**
Assistant Professor, The Imperial College of Business Studies, Lahore

**Abstract**
*This study highlights the importance and significance of the science of Tafsir (Qur'anic exegesis) in explaining theological (kalam) discussions. Tafsir serves as the fundamental means of understanding the meanings, themes, and wisdom of the Holy Qur'an, while Ilm al-Kalam is the discipline that deals with the rational and logical interpretation of Islamic beliefs. The research emphasizes that for the correct understanding and defense of Islamic doctrines, Tafsir holds a central and indispensable position.In the light of the Qur'an, the importance of Tafsir lies in its role in clarifying the true message of divine revelation and guiding humanity toward the right path. The study also elaborates on the concept and importance of belief ('aqidah), demonstrating that Tafsir acts as a guiding principle for understanding Ilm al-Kalam. It plays a key role in explaining essential doctrines such as the Necessary Being (Wajib al-Wujud, i.e., Allah), the belief in prophethood, the event of Mi'raj (the Prophet's ascension), and the doctrine of the finality of prophethood (Khatm al-Nubuwwah). All these beliefs are rooted in Qur'anic verses, and their correct understanding is not possible without proper exegesis.*

***Keyword**: Tafsir, Ilm al-Kalam, Qur'anic Interpretation, Islamic Theology, Aqidah, Doctrinal Analysis*

## تعارفِ موضوع

تفسیرِ قرآن، قرآنِ مجید کے معانی، مفاہیم اور احکام کی وضاحت کا علم ہے، جو کلامی اعتبار سے، کلام الٰہی کو سمجھنے، صحیح عقائد اپنانے اور عملی زندگی میں نفاذ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ یہ آیات کے شانِ نزول اور سیاق وسباق سے آگاہ کر کے گمراہی سے بچاتی ہے اور احکامِ شرعیہ (فقہی احکام) کی درست فہم فراہم کرتی ہے جبکہ قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخۂ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں ۔

## علم تفسیر از قرآن

کلام اللہ کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کی تشریح وتوضیح حضورِ اقدس ﷺ کے فرائض رسالت میں شامل ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ[1]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بہت بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات سناتا ہے اور ان کا تزکیۂ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

الفاظِ قرآنی: ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ'' میں مذکور تعلیم صرف الفاظ کے پڑھنے پڑھانے کا نام نہیں، بلکہ اس میں تشریح و تفسیر بھی شامل ہے۔ اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ[2]

"اور ہم نے (اے رسول ﷺ!) آپ پر الذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کلام کی وضاحت کر دیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا۔"

یہ 'تبیین کلام' توضیح و تفسیر کا ہی دوسرا نام ہے۔ سورۂ ص میں یہ مضمون یوں آیا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ[3]

"یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر نازل کیا، تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل مند نصیحت حاصل کریں۔"

تدبر و تفکر کا نتیجہ تشریح و تفسیر قرآن کی صورت میں ہی سامنے آتا ہے۔ اسی طرح سورۃ القمر میں فرمایا گیا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ[4]

"اور ہم نے قرآن کو یاد دہانی کے لیے آسان بنا کر بھیجا ہے پس کوئی ہے اس سے نصیحت حاصل کرنے والا؟"

ظاہر ہے یہ نصیحت حاصل کرنا قرآن مجید کی تشریح اور تفسیر سمجھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ گویا ارشاداتِ قرآنی سے ہی یہ بات واضح ہوتی کہ قرآن کریم کے لیے علم تفسیر ضروری ہے۔

## علم تفسیر از حدیث

حضورِ اقدس ﷺ کے قول و فعل سے قرآن حکیم کی تفسیر ثابت ہے اور مسلمانوں کو بھی آپؐ نے اس کا حکم دیا۔ جیسے حضرت مجاہدؒ سے مروی ارشادِ نبوی ہے:

عَلِّمُوْا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوْا نِسَاءَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ[5]

"اپنے مردوں کو سورۃ المائدہ اور اپنی عورتوں کو سورۃ النور سکھاؤ۔"

---

[1] آل عمران 164:3

[2] النحل 44:16

[3] ص 29:38

[4] القمر 17:54

[5] أحمد بن الحسين بن علي الخراساني، شعب الإيمان، الرقم الحديث 2205، الدار السلفية بومباي، بالهند، الطبعة الأولى، 1423ھ ج:3 ص:381

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت ضحاکؒ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"اللہ تعالیٰ کے ارشاد یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ سے قرآن کا عطا کرنا مراد ہے"۔ حضرت ابن عباسؓ نے وضاحت کی کہ "قرآن کا عطا کرنا" سے مراد قرآن کی تفسیر کرنا ہے' کیونکہ پڑھنے کو تو نیک و بد سب ہی پڑھتے ہیں۔ امام بیہقی وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ قرآن مجید کی تعریب (تفسیر) کرو' اور اس کے غریب اور نامانوس الفاظ کی تلاش میں سرگرم رہو (تاکہ اس کا مفہوم سمجھ سکو)۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے حق میں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِیْل[6]

اے اللہ! اس کو دین کا فہم بخش اور اسے قرآن کی تفسیر (تاویل) سکھادے۔

انسان طبعی طور پر مل جل کر رہنے والا ہے اور ہر انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے خوراک، کپڑوں اور مکان کی جبکہ افزائش نسل کے لیے نکاح کی ضرورت ہے۔ ان چار چیزوں کے حصول کے لیے اگر کوئی قانون اور ضابطہ نہ ہو تو ہر زور آور اپنی ضرورت کی چیزیں طاقت کے ذریعہ کمزور سے حاصل کرلے گا، لہٰذا عدل وانصاف کو قائم کرنے کی غرض سے کسی قانون کی ضرورت ہے اور یہ قانون اگر کسی انسان نے بنایا تو وہ اس قانون میں اپنے تحفظات اور اپنے مفادات شامل کرے گا، اس لیے ضروری ہے کہ یہ قانون انسان کا بنایا ہوا نہ ہو تاکہ اس میں کسی کی جانبداری کا شائبہ اور وہم وگمان نہ ہو ایسا قانون صرف خدا کا بنایا ہوا قانون ہو سکتا ہے۔ جس کا علم خدا کے بتلانے سے ہوگا اور اللہ پاک نے پوری انسانیت کی ہدایت وفلاح کے لیے یہ قانون قرآن کی صورت میں عطا فرمایا ہے۔

## تفسیر انسان کو تخلیق کا نقطۂ عروج باور کراتا ہے

قرآن اس لئے بھی انسانیت کے لئے اہمیت کا حامل ہے کہ اس نے انسان کو انسان کے سامنے متعارف کرایا ہے کہ اے انسان تیرا خالق کوئی اور نہیں رب ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اسی مضمون کو سورۃ رحمن کی تیسری میں بیان فرمایا:

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ[7]

"رحمٰن نے۔ قرآن سکھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا"

خَلَقَ الْإِنْسَانَ "رحمٰن نے انسان کو پیدا کیا" یہاں پھر وہی بات سامنے آتی ہے. اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کی تخلیق نہیں فرمائی' جنوں کو بھی اُسی نے تخلیق فرمایا' ملائکہ کی تخلیق بھی اُسی نے فرمائی' یہ شجر و حجر جو ہیں' یہ بھی اسی کے تخلیق کردہ ہیں' یہ چاند اور سورج بھی تو اُسی نے پیدا کیے ہیں' لیکن یہاں امتیازی طور پر انسان کا ذکر ہو رہا ہے. اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا نقطۂ عروج (climax) ہے. آج ہمارے سائنسی اور مادّی علوم کا نتیجہ اور ماحصل بھی یہی ہے کہ مخلوقات میں سب سے پہلے جمادات تھے' جمادات کے بعد نباتات اور نباتات کے بعد حیوانات آئے. پھر جمادات کے مقابلہ میں نباتات ایک اعلیٰ خلقت کی حامل ہیں. نباتات کے اوپر حیوانات کا سلسلہ ہے' اور وہ ایک مزید اعلیٰ درجہ کی تخلیق ہے. حیوانات میں اگر ارتقاء (evolution) کے نظریے کو تسلیم

---

[6] ابو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، الرقم الحدیث 7055، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1408ھ ج:1 ص:32

[7] الرحمن 4:55

کیا جائے تو انسان کا مقامِ شجرِ ارتقاء(evolution tree) کی چوٹی پر ہے. گویا یہ سلسلۂ تخلیق کا نقطۂ عروج ہے. اور قرآن سے بھی اس کی گواہی ملتی ہے. سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا:

وَ لَقَد کَرَّمنَا بَنِی اٰدَمَ وَ حَمَلنٰہُم فِی البَرِّ وَ البَحرِ وَ رَزَقنٰہُم مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلنٰہُم عَلٰی کَثِیرٍ مِّمَّن خَلَقنَا تَفضِیلًا[8]

"اور ہم نے بنی آدم کو عزت و اکرام عطا فرمایا ' اور ان کو بحر و بر میں سواریاں دیں' اور پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا' اور جتنی مخلوقات ہم نے پیدا کیں' ان میں سے اکثر پر انہیں فضیلت عطا فرمائی."

سورۂ ص میں فرمایا:

لِمَا خَلَقتُ بِیَدَیَّ [9]

"جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا."

اللہ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا. یہ الفاظ اگرچہ قرآن میں نہیں ہیں' لیکن حدیث صحیح میں موجود ہیں:

«خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ »[10]

"اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر تخلیق فرمایا."

قرآن کی انسان کے ہاں یہی اہمیت کم ہے بھلا کہ قرآن نے انسان کو اس کا مقام و مرتبہ بتایا۔

## تفسیر انسان کی امتیازی صلاحیت سے آگاہ کرتی ہے

قرآن عالمگیر کتاب ہے اور اس کی تفسیر کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ انسان کو اس کے خالق کے قریب کرتے ہوئے ،خالق کا تعارف کراتی ہے اور اس کی امتیازی خصوصیت سے آگاہ کرتی ہے کہ اللہ نے انسان کو یہ امتیازی خصوصیت عطا فرمائی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ[11]

"رحمٰن نے۔ قرآن سکھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا"

قرآن کی تفسیر ہی وہ جس نے انسان کو اس کی امتیازی خصوصیت یاد کرائی اور فرمایا گیا ہے عَلَّمَهُ الْبَيَانَ "انسان کو اس نے بیان کی تعلیم عطا فرمائی!" اب ذرا غور کیجئے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی قوتیں اور صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں. ان میں سے قوت بیان کا حوالہ کس اعتبار سے دیا گیا ہے۔

محمد کبیر علی لکھتے ہیں:

"ذرا غور کیجیے کہ ان تین باتوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ؟ ریاضی میں نسبت و تناسب کے قاعدے سے تین معلوم اَقدار کی مدد سے چوتھی قدر کا تعین کیا جاتا ہے. یہاں بھی ہمیں چوتھی قدر کا تعین کرنا ہے اور وہ یہ ہو گی کہ انسان کو جو قوتِ گویائی

---

[8] بنی اسرائیل70

[9] ص75

[10] ابو عبد اللہ، بخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله الجعفي صحیح البخاری' کتاب الاستیذان' باب بدء السلام.(الرقم الحدیث3713)ج:3ص:61

[11] الرحمن4:55

اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے' اس کا بہترین مصرف اگر کوئی ہے تو وہ قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا اور اس کا سیکھنا سکھانا ہے. انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو قوتِ بیانیہ دی ہے' یہ انسان کے اوصاف میں سے اعلیٰ ترین وصف ہے' اور اس کا بہترین مصرف یہی ہو سکتا ہے کہ اس کے ذریعے اللہ کے کلام کو بیان کیا جائے' اللہ کے پیغامِ ہدایت کو عام کیا جائے' اللہ کے اس کلام کی تبلیغ واشاعت کی جائے۔"[12]

بغور دیکھیں تو ہم میں جو بھی جسمانی صلاحیتیں ہیں' وہ اکثر وبیشتر دیگر حیوانات میں بھی ہیں. ہم کھانا کھاتے ہیں' اور جو کچھ کھاتے ہیں اسے ہضم کرتے ہیں. یہ نظامِ ہضم حیوانات میں بھی ہے. ہم میں اگر جنس کا مادہ رکھا گیا ہے اور توالد وتناسل کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے تو یہ حیوانات میں بھی ہے۔ ہمیں اگر بینائی عطا کی گئی ہے تو آپ کو پرندوں میں ایسے پرندے بھی مل جائیں گے جن کی بینائی ہم سے ہزاروں گنا زیادہ ہے. مثلاً بلندی پر پرواز کرتا ہوا عقاب زمین پر پڑی ہوئی سوئی تک دیکھ لیتا ہے. اب ایسے آلے بھی ایجاد کر لیے گئے ہیں جن کی بینائی ہماری بینائی سے کہیں زیادہ ہے. کتنے ہی حیوانات ہیں جن کی قوتِ شامہ یعنی سونگھنے کی قوت ہم سے کہیں بڑھ کر ہے. تو یہ استعدادات جو ہمارے اندر ہیں' حیوانات میں بھی ہیں. البتہ ایک صفت وہ ہے جس کے اعتبار سے اہل فلسفہ اور اہل منطق نے انسان کو دیگر حیوانات سے ممیز قرار دیا ہے' اور وہ یہ کہ انسان حیوانِ ناطق ہے. اس کو نطق و گویائی کی صفت عطا کی گئی ہے' اسے اظہار مافی الضمیر کے لیے زبان دی گئی ہے. وہ زبان جو اس کے باہمی تبادلۂ خیالات کا ذریعہ بنتی ہے. انسانی دماغ کی ساخت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام حیوانات کے مقابلے میں انسانی دماغ اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں سب سے بڑا حصہ مرکز تکلم (speech centre) ہے' جو تمام حیوانات کی نسبت سب سے زیادہ ترقی یافتہ (developed) ہے. چنانچہ یہاں انسان کی سب سے امتیازی صلاحیت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ہم نے اسے قوتِ بیانیہ عطا کی۔

## تفسیر اور امم سابقہ

قرآن کی تفسیر نے امم سابقہ اور گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حوالے سے بہت سے حالات وواقعات بیان کیے ہیں جن میں سے کئی ایک کا ذکر پہلی کتابوں میں سرے سے موجود ہی نہ تھا اور بعض کا ذکر پہلی کتب میں تھا لیکن وہ بھی متبدل اور تحریف شدہ تھا۔ قرآن مجید نے ان احوال وواقعات اور انبیاء کرامؑ کی تعلیمات و خدمات کو سندِ تصدیق عطا فرمائی، اس کے ساتھ یہ کتاب قیامت تک آنے والے احوال بھی منکشف کرتی ہے۔ یہ کتاب شفاء ہے جو دلوں کے روگ مٹا دیتی ہے اور اہل ایمان کے لیے مژدہ رحمت بھی ہے۔"[13]

## تفسیر باعث عزو شرف

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اسے کم از کم قرآن کی تفسیر سمجھنا آتی ہو، یعنی وہ دیکھ کر پڑھ سکے، اور اس کے علاوہ چند مختصر سورتیں بھی یاد کرنی چاہیے تاکہ نماز میں پڑھ سکے۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے تو لوگوں سے قرآن مجید سنتے تھے، چناں چہ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے خاصی تعداد میں ایک لشکر بھیجنا چاہا تو ان سے قرآن مجید پڑھوایا۔ ہر فرد کو جتنا قرآن مجید آتا تھا اس سے پڑھوایا (اس دوران) ایک نوعمر صحابی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا اے فلاں! تمہیں کتنا قرآن مجید یاد ہے۔ اس نے کہا مجھے اتنا

---

[12] محمد کبیر علی، مجموعہ علوم القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1991ء، ص:87

[13] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحیح مسلم' (الرقم الحديث236)، ج:3 ص:117

اور اتنا اور سورۃ البقرہ یاد ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا: کیا تمہیں سورۃ البقرہ بھی یاد ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جاؤ تم ان سب کے امیر ہو۔"[14]

معلوم ہوا کہ آقاؐ کے نزدیک قیادت کا معیار علم تھا اور بالخصوص ایسے شخص کو امیر لشکر بنایا جسے سب سے زیادہ قرآن کا علم تھا۔ احادیث مبارکہ میں قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: " جب بھی کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں اکٹھے ہو کر دوسروں کو پڑھاتے ہیں، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ فگن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے پاس موجود مخلوق میں کرتا ہے۔"

یہ ہمارے مولیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ محض تلاوت قرآن مجید پر بھی اس نے ہمارے لیے اجر کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے۔ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں اور الف لام میم یہ ایک نہیں بلکہ تین حروف ہیں، گویا الم پڑھنے سے تیس نیکیاں ہمارے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ قیامت کے دن بھی قرآن پڑھنے والے کی شان نرالی ہوگی، اس کی عزت و احترام کا منظر خود تاجدار کائناتؐ نے یوں بیان فرمایا۔

> "روز قیامت صاحب قرآن (قرآن پڑھنے والا اور عمل کرنے والا) آئے گا تو قرآن کہے گا: اے رب! اسے زیور پہنا، تو صاحب قرآن کو عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ قرآن پھر کہے گا: اے میرے رب! اسے اور بھی پہنا، تو اسے عزت و بزرگی کا لباس پہنا دیا جائے گا۔ پھر کہے گا: اے میرے مولا! اب اس سے راضی ہو جا (اس کی تمام خطائیں معاف کر دے) تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا اور اس سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے زینے چڑھتا جا اور اللہ تعالیٰ ہر آیت کے بدلے میں اس کی نیکی بڑھاتا جاتا جائے گا۔"[15]

قرآن کی تفسیر سیکھنے اور سکھانے کو نفلی عبادات سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔ ابن ماجہ میں حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابو ذرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: " اے ابو زر اگر تو جا کر اللہ کی کتاب کی ایک آیت کسی کو سکھائے تو یہ تیرے لیے سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عظمت و برکت، ہدایت و نور اور شفاء و رحمت والی کتاب عطا فرمائی ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسے محبت سے پڑھیں، پڑھنا نہیں جانتے تو پڑھنا سیکھیں اور سیکھنے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہ کریں۔ پڑھنا سیکھ لیں تو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھیں اور اسے سمجھ کر اس کے مطابق عمل کریں تا کہ دنیا و آخرت کی کام یابی حاصل ہو سکے۔ یہ ہماری نجات کا ذریعہ ہے۔ اس مختصر زندگی کو غنیمت جاننے اور وقت نکال کر اس عظیم کام کا آغاز آج ہی سے کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

---

[14] أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، سنن الصغری للنسائي، مکتب المطبوعات الإسلامیة، حلب (الرقم الحدیث، 472)، ج:1 ص:82

[15] أبو عُبید القاسم بن سلاّم بن عبد اللہ البغدادي، فضائل القرآن، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت الطبعة الأولی 1415ھ۔ ص:217

## علمِ تفسیر و علم کلام میں باہمی ربط

علم تفسیرِ قرآن کا مطالعہ کریں یا قرآن کا تو یہ بات مسلم ہے کہ قرآن کا مرکز عقیدہ توحید ہے اور بلاشبہ اسلامی فکر کی اساس عقیدہ پر استوار ہے۔ اگرچہ اوئلِ اسلام میں اعتقادی مسائل پر عقلی بحث و مباحثہ کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ مفتی اسلم میمن لکھتے ہیں:

> صاحبِ قرآن یعنی رسول اللہ (ﷺ) کی ذاتِ گرامی بنفسِ نفیس دنیا میں تشریف فرما تھی اس لئے قرآن و حدیث میں جو حکم جس طرح وارد ہوتا اس کو بلا تامل بعینہ قبول کر لیا جاتا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کے ہاں عقیدہ اور سارے کا سارا دین اسی بات کا نام تھا کہ آقا کریم (ﷺ) نے جو ایک بات ارشاد فرما دی ہے، بس حضور کا فرمانا ہی کافی ہے۔[16]

عہدِ رسالتِ مآب (ﷺ) کے بعد خلاف راشدہ کے اختتام پر عقل پر مبنی اعتقادی بحثیں شروع ہو گئیں اور اختلاف رائے میں بتدریج شدت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ کئی اعتقادی فرقے وجود میں آ گئے اور عقائد کو محض نقلی دلائل کی بجائے عقل اور فلسفہ کے تناظر میں بھی دیکھا جانے لگا۔ جس سے باقاعدہ علم الکلام نے جنم لیا اور کئی کلامی طبقات وجود میں آ گئے۔ ساتھ ہی ساتھ اسلامی عقائد کی مکمل عقلی توجیہ بیان کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تاکہ فلسفیانہ سوالات کا مکمل عقلی جواب دیا جائے اور اسلام کے بنیادی عقائد پہ اٹھائے جانے والے کسی بھی عقلی سوال کا قابل تشفیع جواب دیا جائے۔

## علم تفسیر و علم الکلام کا باہمی تعلق

علم کلام کہتے ہی اس علم کو ہیں جس کے ذریعہ اسلامی معتقدات کو نقلی اور عقلی دلائل سے ثابت کیا جا سکے اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات خواہ وہ اسلام کی طرف منسوب منحرف فرقوں کی طرف سے ہوں، یا غیر مسلموں کی طرف سے، اُن کا رد کیا جائے۔ اور یہ موضوق قرآن اور اس کی تفسیر کا بھی ہے۔

## کلامی مباحث کی توضیح میں علمِ تفسیر کی اہمیت و کردار

عصرِ حاضر میں جب اسلامی عقائد کو عقلی، سائنسی اور فلسفیانہ اعتراضات کا سامنا ہے تو علمِ کلام کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ قرآنِ کریم کے پیش کردہ بنیادی عقائد کو عقلی دلائل کے ساتھ واضح کرتا ہے اور ایسی فکری و نظریاتی گمراہیوں کا رد کرتا ہے جو توحید، نبوت اور آخرت کے بارے میں انسانی فکر کو انتشار کا شکار بناتی ہیں۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پہ انسان کو تفکر و تدبر اور عقل سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ مثلاً ارشادِ ربانی ہے:

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

تو کیا تم نہیں سوچتے؟

قرآن کریم کے عقل و فہم کو استعمال کرنے کے ایسے احکامات کو علم الکلام کی بنیاد بھی بنایا گیا۔ زیرِ نظر مضمون میں قرآن کریم میں بیان کردہ بنیادی عقائد اور ان کی جزئیات و متعلقات کی تفہیم و معرفت کے لیے علم الکلام کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی جائے۔

---

[16] مفتی اسلم رضا میمن، اسلامی عقائد و مسائل، مکتبہ نوریہ رضویہ، کراچی، پاکستان، 1988ء، ص:78

## عقیدہ کا مفہوم و اہمیت:

علمِ عقائد کی اصطلاح میں عقیدہ اس پختہ، قطعی اور غیر متزلزل یقین کو کہتے ہیں جو دل میں اس طرح راسخ ہو جائے کہ اس میں کسی قسم کا شک، تردّد یا احتمال باقی نہ رہے اور جس پر انسان دل سے مطمئن ہو، تمام عقائد اسی کے مصداق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے"۔[17]

دینِ اسلام میں عقیدہ توحید پہلا اور بنیادی رکن ہے۔ تصورِ توحید کی بنیاد تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کرنا اور ایک اللہ کے اقرار و تصدیق پر ہے۔

"شریعت میں یہ عقیدہ رکھنا توحید ہے کہ اللہ اپنی ذات وصفات اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا و بے نظیر و بے مثال ہے، اس کا کوئی ساجھی (برابر) یا شریک نہیں، کوئی اس کا ہم پلہ یا ہم مرتبہ نہیں"۔ [18]

توحید نہ صرف قرآن مجید کا حکم ہے؛ بلکہ عقل کا تقاضا بھی ہے۔ خدا علیم و حکیم ہے اور کائنات کی تمام چیزوں کی تدبیر فرماتا ہے اور جب کسی بات کا فیصلہ کرنا ایک سے زیادہ افراد کے اختیار میں ہو تو اختلاف رائے پیدا ہونا، پھر اس اختلاف کی وجہ سے نزاع کا پیدا ہونا اور اس نزاع کا باعث فساد بننا بالکل ظاہر ہے۔ اگر کائنات کے کئی خدا ہوتے تو تسلسل اور نظم و ضبط کے ساتھ اس کا نظام قائم نہ رہ پاتا، تو یہ کائنات فساد اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اگر ان دونوں (زمین و آسمان) میں اللہ کے سوا اور (بھی) معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے"۔ [19]

## علم الکلام کے فہم کی تفسیر کی اہمیت

انسان اور خدا کی صفات میں بنیادی فرق خالق اور مخلوق کا ہے؛ خدا واجب الوجود، لا محدود اور ہر صفت (یعنی علم، قدرت، حیات) میں مکمل ہے، جبکہ انسان محدود، فانی اور خدا کے حکم سے وجود میں آنے والی صاحبِ شعور مخلوق ہے۔ خدا کی صفات ذاتی، قدیم اور کامل ہیں، جبکہ انسان کی صفات حادث اور محتاجِ فیضِ الٰہی ہیں۔ یہی فرق انسان کی عبودیت اور خدا کی الوہیت کے درمیان حد فاصل ہے۔ ایک خالق ہے جو ہر وجود کا سرچشمہ ہے، اور دوسرا مخلوق۔ امام ابو منصور ماتریدیؒ لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کی صفات کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی انتہا"[20]

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذات وصفات باری تعالیٰ کو بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اسی نے تمہارے لئے تمہاری جنسوں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے اور تمہیں اسی سے پھیلاتا ہے، اُس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے"۔[21]

مزید فرمایا:

---

[17] الحجرات:15

[18] مفتی اسلم رضا میمن، اسلامی عقائد و مسائل، ص:102

[19] الانبیاء:22

[20] ابو منصور محمد بن محمد الماتریدی، رسالۃ فی التوحید، الفصل الثامن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1422ھ، ص:46

[21] الشوریٰ:11

"وہی (سب سے) اوّل اور (سب سے) آخر ہے اور (اپنی قدرت کے اعتبار سے) ظاہر اور (اپنی ذات کے اعتبار سے) پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔[22]

عقیدہ توحید تمام عقائد کی جڑ اور اصل الاصول ہے، اس کی درستگی کے بغیر انسان اللہ کی رحمت اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی سچی محبت و شفاعت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

## واجب الوجود کی تفسیر اہمیت

اسلامی عقائد میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے سب سے بنیادی تصور واجب الوجود کا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے خالق اور مخلوق کے درمیان ایک اہم فرق واضح ہوتا ہے۔

اصطلاحِ علمِ عقائد میں واجب الوجود وہ ذات ہے جو قائم بذات ہو یعنی اپنے وجود میں غیر کی محتاج نہ ہو، تمام مخلوقات اس کی محتاج ہوں۔ اس کا اطلاق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ پر درست ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود اور بے نیاز ہونے کو واضح کیا گیا ہے:

"اللہ، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں" [23]

"اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز، سزاوارِ حمد و ثنا ہے"[24]

یہ آیات کریمہ اس حقیقت کی وضاحت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود قائم، ہر قسم کی حاجت سے پاک اور تمام کائنات کا حقیقی سہارا ہے، جبکہ تمام مخلوقات اس کی محتاج ہیں۔

## عقیدہ رسالت میں علم تفسیر کی اہمیت

اسلامی عقائد میں توحید کے بعد سب سے بنیادی اور اہم عقیدہ نبوت و رسالت کا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانیت تک دینِ حق پہنچایا۔ جو شخص کسی ایک بھی برحق نبی یا رسول کی نبوت یا رسالت کا انکار کرے وہ ایمان سے خارج ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور بیشک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو) تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (یعنی شیطان اور بتوں کی اطاعت و پرستش) سے اجتناب کرو"[25]

ہر رسول، نبی تو ہے لیکن ہر نبی، رسول نہیں، علامہ عبد القاہر بن طاہر الاسفرائینیؒ فرماتے ہیں کہ:

"رسول اور نبی کے مابین فرق سے متعلق علماء نے فرمایا کہ نبی وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے وحی نازل فرمائی اور خرقِ عادت معجزات کے ذریعے اس کی تائید فرمائی، جب کہ رسول وہ ہے جسے جدید شریعت اور اس سے ماقبل شریعت کے بعض اَحکام منسوخ کرنے کی خصوصیت عطا فرمائی ہو"[26]

[22] الحدید:3

[23] البقرۃ:255

[24] فاطر:15

[25] النحل:36

[26] عبد القاہر بن طاہر، الفرق بین الفرق، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، ص:206

نبوت ور سالت اسلامی عقائد کی اساس ہے جس پر شریعت، اخلاق اور عملی زندگی کی عمارت قائم ہے- نبوت ور سالت محض ایک اعزاز نہیں بلکہ عظیم ذمہ داری ہے، جس کا مقصد انسانیت کی ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی حجت کو قائم کرنا ہے-

## معراج النبی کی تفسیر اہمیت

سفر معراج عقیدہ رسالت کا اہم جز ہے جبکہ اس کی تفسیر قرآن میں اشارے کے طور پر ہے اور تفسیر بالحدیث سے اس کی تشریح معلوم ہوتی ہے جو کہ تفسیر کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ معراج سے مراد حضور نبی کریم (ﷺ) کا وہ سفر مبارک ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ (ﷺ) نے مکہ سے مسجد اقصیٰ اور پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر فرمائی اور وہاں تک پہنچے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا- اس کے علاوہ جنت و دوزخ کا مشاہدہ بھی شامل ہے- معراج النبی (ﷺ) تاریخ نبوت، تاریخ انسانیت حتیٰ کہ پوری کائنات میں ایک محیّر العقول واقعہ ہے جس کی کوئی اور نظیر نہیں ملتی، یہ ذاتِ پاکِ مصطفیٰ (ﷺ) کا اعجاز اور بے پایاں اعزاز ہے جس پر اِنسانی عقل آج بھی اَنگشت بدنداں ہے- اِنتہائی قلیل وقت میں مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک کی طویل مسافت طے ہو جاتی ہے- قرآن مجید واقعہ معراج کا ذکر اِن اَلفاظ میں کرتا ہے:

> "وہ ذات پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصٰی تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے"[27]

آپ (ﷺ) نے اسراء عالم بیداری میں اپنے جسم اقدس کے ساتھ فرمایا اور اس بات پر استدلال اللہ پاک کا فرمان ہے کہ:

> "اور ہم نے تو (شبِ معراج کے) اس نظّارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کیلئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے"[28]

علامہ سعد الدین التفتازانی الشافعی لکھتے ہیں:

> "تحقیق نبی پاک (ﷺ) کی معراج کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے- مگر یہ کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ (کیا معراج مبارک) حالت نیند میں ہوئی یا بیداری کے عالم میں اور صرف روح کے ساتھ یا جسم کے ساتھ اور صرف مسجد اقصیٰ تک یا آسمان تک (ان باتوں میں اختلاف ہے)"[29]

اس کے بعد علامہ تفتازانی عقیدہ اُمت بیان فرماتے ہیں:

> "اور حق بات یہ ہے کہ آپ (ﷺ) نے مسجد اقصیٰ تک بیداری کے عالم میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ سفر فرمایا اور اس پر قرآن مجید کی شہادت اور دوسری صدی اور اس کے بعد کے علماء کا اجماع ہے اور اس کے بعد آسمان تک کا سفر احادیثِ مشہورہ سے ثابت ہے اور منکر بدعتی ہے"-[30]

---

[27] الاسراء:1

[28] الاسراء:60

[29] سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح المقاصد فی علم الکلام، ص:539

[30] ایضاً، ص:562

اس سفر (معراج) کو کسی بھی حوالے سے دیکھیں تو آپ صرف سوچ سکتے ہیں اس کی مثال ناممکن ہے۔ آقا کریم (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہے، اور اللہ تعالیٰ رضائے مصطفےٰ (ﷺ) چاہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے حبیب مکرم (ﷺ)! یقیناً آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے"[31]

مرتبہ شفاعت کبری آقا کریم (ﷺ) کیلئے خاص ہے:

"قیامت کے دن مرتبہ "شَفاعتِ کبریٰ" حضور نبی اکرم (ﷺ) کیلئے خاص ہے، کہ جب تک حضور (ﷺ) شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے، کسی کو مجالِ شفاعت نہیں ہو گی"[32]

بلکہ حقیقتاً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں، وہ سب ہمارے آقا (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مخلوقات میں صرف حضور نبی اکرم (ﷺ) شفیع ہیں"۔[33] امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"بعض معتزلہ اور خوارج نے، شفاعت کا اس معنی میں انکار کیا کہ جو گنہگار دوزخ میں داخل ہو گئے، انہیں نکالا نہیں جائے گا اور دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان لاتے ہیں: "سو (اب) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی" نیز یہ قول بھی: "ظالموں کے لئے نہ کوئی مددگار ہو گا، نہ کوئی شفیع ہو گا، جس کی بات مانی جائے"۔ اہل سنت نے ان کا جواب یہ دیا کہ یہ آیات کفار کے بارے میں ہیں۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور دلائل سمعیہ کی بنیاد پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس واضح فرمان کے سبب: "شفاعت اُسے نفع دے گی جس کے لئے رحمٰن نے اجازت دی اور جس سے وہ راضی ہوا" اور اس واضح فرمان کے سبب "وہ لوگ شفاعت اس کی کریں گے، جسے رب تعالیٰ نے پسند فرمالیا"۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی: "عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی جگہ کھڑا کرے گا، جہاں سب لوگ آپ کی حمد و ثنا کریں گے"۔ اکثر علمائے امت کے نزدیک یہی تفسیر ہے"[34]

تو پتہ چلا کہ شفاعت عقلاً ممکن اور نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے اور آئمہ اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

## عقیدہ ختم نبوت اور علم تفسیر

عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت بھی قرآن کی تفسیر سے ملتی ہے۔ قرآن مجید میں حضور اکرم (ﷺ) کے آخری نبی ہونے کا اعلان، اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے؛

---

[31] الضحیٰ:5

[32] ملا علی قاری، المعتقد المنتقد، باب النبوۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ص:43

[33] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب المناقب، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1418ھ ج:2، ص:428

[34] امام قسطلانی، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان 1390ھ، ج:12 ص:323

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے"[35]

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ فرماتے ہیں پوری امت لفظ خاتم النبیین کا معنی یہی سمجھتی ہے کہ:

"حضور نبی اکرم (ﷺ) کے بعد کبھی کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا، اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں قطعاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں اور اس بات کا منکر (انکار کرنے والا) یقیناً اجماعِ امت کا منکر ہے[36]

قاضی عیاض "الشفاء" اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح "نسیم الریاض" میں فرماتے ہیں کہ:

"اسی طرح وہ بھی کافر ہے، جو ہمارے نبی کریم (ﷺ) کے زمانے میں، کسی اور کی نبوت کا دعویٰ کرے، جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی، یا حضور نبی اکرم (ﷺ) کے بعد کسی نبوت کو مانے (کسی بھی معنی اور مفہوم کے اعتبار سے)- اس لئے کہ قرآن و حدیث میں حضور نبی پاک (ﷺ) کے خاتم النبیین ہونے کی صراحت ہے، تو گویا یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلا رہا ہے"[37]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق، ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو اس جہاں میں بھیج کر، بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے جس کی وضاحت اور حدود و قیود کا علم، علمِ تفسیر سے حاصل ہوتا ہے۔

## خلاصہ تحقیق

علمِ تفسیر کی اہمیت و افادیت کو کلامی مباحث کی توضیح کے تناظر میں واضح کرتا ہے۔ علمِ تفسیر، قرآنِ مجید کے معانی، مطالب اور حکمتوں کو سمجھنے کا بنیادی ذریعہ ہے، جبکہ علمِ کلام اسلامی عقائد کی عقلی و منطقی تعبیر و تشریح کا علم ہے۔ یہ تحقیق اس امر کو اجاگر کرتی ہے کہ اسلامی عقائد کی درست تفہیم اور ان کے دفاع کے لیے علمِ تفسیر نہایت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآنِ کریم کی روشنی میں علمِ تفسیر کی اہمیت یہ ہے کہ یہ وحی الٰہی کے اصل پیغام کو واضح کرتا ہے اور انسان کو ہدایت کے صحیح راستے پر گامزن کرتا ہے۔ احادیثِ نبویہ بھی تفسیر کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی عملی تشریح پیش کی اور صحابہؓ کو اس کے معانی سکھائے۔ اس طرح علمِ تفسیر، قرآن و سنت کے فہم کا لازمی ذریعہ قرار پاتا ہے۔

علمِ تفسیر اور علمِ کلام کے درمیان گہرا باہمی ربط پایا جاتا ہے۔ علمِ کلام میں زیرِ بحث آنے والے عقائد، جیسے توحید، رسالت اور آخرت، اپنی بنیاد قرآنِ مجید پر رکھتے ہیں، اور ان کی درست تعبیر کے لیے تفسیر ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین اور متکلمین دونوں ایک دوسرے کے علوم سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ کلامی مباحث کی توضیح میں تفسیر نہ صرف نصوص کی وضاحت کرتی ہے بلکہ شبہات کا ازالہ بھی کرتی ہے۔ تحقیق میں عقیدہ کے مفہوم اور اس کی اہمیت کو بھی بیان کیا گیا ہے، اور واضح کیا گیا ہے کہ علمِ کلام کے فہم کے لیے تفسیر ایک

---

[35] الاحزاب:40

[36] امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، الاقتصاد فی الاعتقاد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1432ھ، ج:4، ص:137

[37] علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض، ج:6، ص:355

رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) کی صفات و ذات کی تفہیم، عقیدۂ رسالت، معراج النبی ﷺ اور عقیدہ ختمِ نبوت جیسے اہم موضوعات کی وضاحت میں بھی علمِ تفسیر کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ان تمام عقائد کی بنیاد قرآنی آیات پر ہے، جن کی صحیح تشریح کے بغیر درست فہم ممکن نہیں۔ علمِ تفسیر اسلامی علوم میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور علمِ کلام کے پیچیدہ مباحث کو سمجھنے میں اس کا کردار ناگزیر ہے۔ یہ نہ صرف عقائد کی درست تعبیر فراہم کرتا ہے بلکہ فکری انحرافات کے سدباب میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے، جس سے اسلامی تعلیمات کی جامع اور متوازن تفہیم ممکن ہوتی ہے۔

## مصادر و مراجع


القرآن، کلام اللہ تعالیٰ

بخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله الجعفي، صحیح البخاري، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی، 1421ھ

بغدادی، عبد القاہر بن طاہر، الفرق بین الفرق، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1419ھ۔

بیہقی، أحمد بن الحسین بن علي الخراساني، شعب الإیمان، دار إحیاء التراث العربي، بیروت الطبعۃ الثالثۃ 1423ھ

ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب المناقب، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1418ھ

تفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح المقاصد فی علم الکلام، منشورات محمد علي بیضون، بیروت الطبعۃ الأولی، 1419ھ۔

خفاجی، شہاب الدین، نسیم الریاض، دار البشائر، دمشق۔ الطبعۃ الأولی 1421ھ

دارمي، أبو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1408ھ

غزالی، امام ابو حامد محمد بن محمد، الاقتصاد فی الاعتقاد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان الطبعۃ الأولی، 1987ء

قسطلانی، شرح الزرقاني علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان الطبعۃ الأولي 1407ھ

قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1420ھ

ماتریدی، ابو منصور محمد بن محمد، رسالۃ فی التوحید، الفصل الثامن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1422ھ

محمد کبیر، مجموعہ علوم القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1991ء

ملا علی قاری، المعتقد المتنقد، دار الکتب العلمیۃ، دار حسان للطباعۃ والنشر، دمشق، الطبعۃ الأولی، 1403ھ-

میمن، مفتی اسلم رضا، اسلامی عقائد و مسائل، فیئر پبلشرز اردو بازار لاہور، 2019ء،

نسائيؒ، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، سنن نسائی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1420ھ

ھروي، أبو عُبید القاسم بن سلاّم بن عبد الله البغدادي، فضائل القرآن، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت الطبعۃ الأولی 1415 ھ